مولانا ابوالحسن علی ندوی

المیۂ افغانستان

افغان مجاہدین کو سلام

افغانستان میں کمیونسٹ افغانی اور روسی فوجوں کے خلاف افغان مجاہدین کی جنگِ آزادی اور ان کی بے مثال جدوجہد کو تقریباً آٹھ سال ہو رہے ہیں۔ اس موقعہ پر مولانا سید ابوالحسن ندوی مدظلہ نے مندرجہ ذیل بیان جاری فرمایا۔

مارچ ۱۹۱۷ء میں روس میں کمیونسٹ انقلاب آیا۔ تو اس کی زد میں صرف جغرافیائی اور سیاسی حدود ہی نہیں آتے، نہ اس کے اثرات سیاسی اور اقتصادی میدانوں تک محدود رہے۔ جیسا کہ اکثر کوتاہ نظروں کا خیال ہے۔ اس انقلاب کی خطرناک، شدید اور تباہ کن ضربیں عقیدہ و عمل کی ان بنیادوں اور شرافت و اخلاق کے ایسے اصول و مسلمات پر بھی پڑیں جن پر تمام آسمانی مذاہب کا اتفاق ہے۔ تاریخ کے ہر دور میں جن پر انسانی معاشرہ کی بنیادیں استوار ہوئیں اور جو فطرتِ انسانی اور عقلِ سلیم کے تقاضوں کے عین مطابق تھیں۔ یہی نہیں، بلکہ اس نے احساسِ لطیف، ہمدردی و غم خواری اور محبت و مروت جیسی اعلیٰ انسانی صفات کو بھی مردہ کر دیا اور انسانی قدروں کی بنیادیں منہدم کر دیں۔ تاکہ ان کھنڈروں پر کلیتہً ایک مصنوعی اور مشینی معاشرہ کی نئی عمارت تعمیر کرے یہ انقلاب انسان اور انسانیت کے لئے تاریخ کا شاید سب سے بڑا چیلنج تھا۔ اور یہ المناک حقیقت ہے کہ انسانیت کے خلاف ایک سراسر منفی، غیر فطری، مجرمانہ اور انتشار انگیز سازش کو ایسی کامیابی ملی کہ تاریخ میں جس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔

کمیونسٹ اثر و نفوذ میں اضافہ اور وسعت کا خمیازہ دوسرے مذاہب اور دوسری قوموں کے مقابلہ میں اسلام کو زیادہ بھگتنا پڑا۔ اور یہ ایک فطری بات تھی، کیونکہ اسلام ہی واضح اور مثبت قدروں کا داعی، زندگی اور قوت سے بھرپور اور ایک عالمی دعوت کا حامل دین ہے۔ صرف اسلام زندگی کے ہر خلا پُر کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے اور مسلمان ہی ایک ایسی قوم ہیں جو "احتسابِ کائنات" اور پوری انسانی دنیا کی قیادت و راہ نمائی کو اپنا فرضِ منصبی سمجھتے ہیں۔

لیکن یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ مسلمان حکومتیں اور قومیں اس وقت اس انقلاب کے عمیق اور دور رس نتائج کا صحیح اندازہ نہیں لگا سکیں۔ اس افسوسناک غفلت سے اگر کسی فرد کو مستثنیٰ کیا جا سکتا ہے تو وہ ترکی کے مرد مجاہد اور سلطنت عثمانیہ کے سابق وزیر جنگ غازی انور پاشا تھے جنہوں نے ۱۹۲۱ء، ۱۹۲۲ء میں ترکستان کے باشندوں کو کمیونسٹوں کے مقابلہ کے لئے ایک مضبوط محاذ قائم کیا تھا اور بالآخر اسی جدوجہد میں انہوں نے جام شہادت نوش کیا۔ اور قوموں میں اگر کسی قوم کو اس عالمگیر غفلت سے مستثنیٰ کیا جا سکتا ہے تو وہ بہادر اور جانباز افغانی قوم ہے۔ جو کابل میں روسیوں کے سہارے برسر اقتدار اور آلہ کار حکومت اور ان کی مدد کرنے والی روسی افواج کے خلاف مسلسل آٹھ سال سے برسر پیکار ہے۔ اور کمیونسٹ سرطان (OCTOPUS) کا پامردی کے ساتھ مقابلہ کر رہی ہے۔ جو پاس پڑوس کے ممالک اور اقوام کو ہڑپ کر لینا چاہتا ہے۔

اس صاحب ایمان، غیرت مند اور اپنی عزت و شرف کے لئے جان کی بازی لگا دینے والی قوم نے اپنی ہمت و شجاعت کا سکہ جما دیا ہے۔ اور بہت سے ان مسلم و عرب ممالک پر بھی اپنی فوقیت و فضیلت ثابت کر دی جو اسلامی دعوت، اسلامی تہذیب و تمدن کو اپنانے میں افغانستان سے قدیم ہیں اور جن کا حصہ اسلامی ثقافت اور علوم کی توسیع و ترقی میں بڑھ چڑھ کر ہے۔

افغان قوم نے اپنی ہمت و شجاعت اور غیرت ایمانی کے ذریعے نامور عرب مفکر و مورخ امیر شکیب ارسلان کی فراست کی تصدیق کر دی اور یہ ثابت کر دیا کہ اس قوم کے لئے آپ کے تعریفی کلمات مبالغہ آمیز نہ تھے۔ انہوں نے "حاضر العالم الاسلامی" پر اپنے قیمتی حواشی میں لکھا تھا۔

" میری جان کی قسم! اگر ساری دنیا میں اسلام کی نبض ڈوب جائے اور کہیں بھی اس میں زندگی کی رمق باقی نہ رہے پھر بھی کوہ ہمالیہ اور ہندوکش کے درمیان بسنے والوں میں اسلام زندہ رہے گا اور اس کا عزم جوان رہے گا۔"

(حاضر العالم الاسلامی ج ۲ ص ۱۹۷)

افغانستان تنہا وہ ملک ہے جہاں غیر ملکی فوجوں اور سیاسی قزاقوں کے خلاف فوجی اعتبار سے ناسازگار اور سخت حالات کے باوجود اتنی مدت تک جنگ جاری رہی جس کی دوسرے ملکوں میں مثال نہیں ملتی۔ اس طویل مدت تک مقابلہ میں جمے رہنے کا راز ان کی قومی غیرت، دینی حمیت، راہ خدا میں جاں بازی و جان سپاری و سخت کوشی اور ان کی سپاہیانہ زندگی میں پوشیدہ ہے۔ سپاہیانہ زندگی صدیوں سے افغان قوم کا امتیاز اور اس کا شعار رہی ہے۔ افغانوں کی یہی فطرت تھی جس نے انگریزوں کی ایک پوری فوج کا صفایا کر دیا تھا۔ انگریزی فوج انگریز سپہ سالار سر جان کین (SIR JOHN KEANE) کی سرکردگی میں ۱۸۳۹ء میں افغانستان گئی لیکن اسے ۱۸۴۲ء میں کابل خالی کرنا پڑا۔ اور واپسی میں پوری فوج افغانوں کے حملے کا شکار ہو گئی۔ صرف ایک آدمی ڈاکٹر

BRYDON) تباہی کی داستان سنانے کے لئے واپس پہنچ سکا۔ انگریزوں نے دوبارہ کابل فتح کرنے کی کوشش کی لیکن اکتوبر ۱۸۴۲ء میں اس مہم کو خیرباد کہنا پڑا۔

افغان قوم کی اس بے مثال شجاعت اور اتنی طویل مدت تک مقابلہ میں جمے رہنے کا راز دو باتوں میں مضمر ہے۔

۱۔ پہلی بات ہے ان کی ملی و قومی غیرت، آزادی و خود مختاری کی محبت، اجنبی اثر و اقتدار سے دوری اور غیروں کی غلامی سے شدید نفرت۔ افغان غیروں کی حکومت اور غلامی کو صرف ناپسند ہی نہیں کرتے، بلکہ ان کی فطرت اس سے ابا کرتی ہے ان کو اس سے عار آتا ہے اور یہی وہ جوہر ہے جس نے ان کو ایک ہزار سال یا اس سے بھی زیادہ مدت سے اپنی آزادی کو محفوظ رکھنے کی ہمت و طاقت بخشی ہے۔

افغانوں نے پہلی صدی ہجری میں صرف اسلامی فتوحات کے سامنے سر جھکایا تھا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ فتوحات ایک رحیمانہ، عادلانہ اور الٰہی دعوت کے زیر سایہ ہوئے تھے جو انسان کی قدر و قیمت پہچانتی ہے۔ اخوت و مساوات کی علمبردار ہے اور اپنے زیر سایہ آنے والی قوموں میں نئی زندگی اور نئے عزائم پیدا کرتی ہے ان کی پوشیدہ قوتوں کو اجاگر کرتی ہے۔ اور ان کی صلاحیتوں کو جلا بخشتی ہے۔

افغانستان میں مسلم حکومتیں آتی جاتی رہیں، حکمران خاندان بدلتے رہے لیکن افغان قوم ایک عقیدہ پر قائم رہی اور ایک ہی شریعت اور تہذیب کو حرز جاں بنائے رہی۔ افغانستان ہندوستان کا واحد پڑوسی ملک ہے جس سے انگریزوں کی ساری امیدیں منقطع ہو گئی تھیں۔ اور انہوں نے اسے اپنے حال پر چھوڑ دینے ہی میں عافیت سمجھی۔

۲۔ دوسری بات یہ ہے کہ افغان قوم کو "موت کے ہنر" میں مہارت حاصل ہے۔ صدیوں سے یہ لوگ اس ہنر کو اپنائے ہوئے ہیں، یہ ایک ایسا ہنر ہے جس کے بغیر نہ تو قوموں کی بقا کی ضمانت ہے نہ ان کی عزت و شرف کی۔ یہ وہ فن ہے جسے اکثر مسلم اور عرب قوموں نے بھلا دیا ہے۔ افغان قوم کے جوانوں، بوڑھوں اور اکثر بچوں اور عورتوں کے سینوں میں بھی یہ جذبہ موجزن رہا ہے۔ اور کسی دور میں بھی سرد نہیں ہونے پایا۔ یہ جذبہ اس وقت اکثر اسلامی ممالک اور عرب اقوام میں سرد پڑ چکا ہے۔ اور ان کی غیرت و حمیت کے فقدان کا یہی سبب ہے۔ افغان اور دوسری مسلم اور عرب اقوام میں یہ بڑا واضح اور بڑا عجیب فرق ہے اور عالم اسلام کے حوادث و واقعات پر نظر رکھنے والوں اور دعوت اسلامیہ کے مستقبل سے دلچسپی رکھنے والوں کو اس کا مطالعہ اور تجزیہ کرنا چاہئے۔

افغان مجاہدین کو میرا سلام اور میری طرف سے مخلصانہ مبارکباد

نشاں یہی ہے زمانہ میں زندہ قوموں کا — کہ صبح و شام بدلتی ہیں ان کی تقدیریں
کمالِ صدق و مروت ہے زندگی ان کی — معاف کرتی ہے فطرت بھی ان کی تقصیریں
قلندرانہ ادائیں، سکندرانہ جلال — یہ امتیں ہیں جہاں میں برہنہ شمشیریں
خودی کو مرد خود آگاہ کا جمال و جلال — کہ یہ کتاب ہے باقی تمام تفسیریں!